سوال

(256) بدعتی اور مشرک خاوند کی موحد بیوی کیا کرے ؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ہندہ موحدہ ہے اور شوہر اس کا فاسق اور فاجر ہے علاوہ اس کے بدعتی اور مشرک ہوگیا ہے پس ہندہ کو طلاق دلوائی جائے یا کیا کیا جائے ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اگر وہ کلمہ توحید لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ کا قائل ہے اور اپنے کو زمرہ مومنین میں گنتا ہے تو نکاح فسخ نہیں ہو گا اگر چہ کبائر یا ایسے فعل شیعہ کا مرتکب ہو جس کو علمائے مدققین شرک بتاتے ہوں اس کا حساب خدا کے یہاں ہوگا چنانچہ شرح مواقف (ص726 نول کشوری) میں ہے ۔

"المقصد الخامس فی أن المخالف للحق من أهل القبلة هل يكفر أم لا؟ جمهور المتكلمين والفقهاء على أنه لا يكفر أحدٌ من أهل القبلة"

(پانچواں مقصد اس بارے میں ہے کہ کیا اہل حق سے مخالفت رکھنے والے کو کافر کہا جائے گا یا نہیں ؟جمہور متکلمین اور فقہا اس موقف پر ہیں کہ اہل قبلہ میں سے کسی کو کافر قرار نہیں دیا جائے گا۔ الخ) مسند امام اعظم للحصفکی مع شرح ملا علی قاری (ص196،195) میں ہے ۔

وبه اي بسند ابي حنيفة عن عبدالكريم بن ابي المخارق عن طاوس قال جاء رجل الى ابن عمر فساله فقال يا ابا عبدالرحمان ارايت الذين يكسرون اغلاقنا اي اقفالنا و يفتحون ابوابنا و ينقبون بيوتنا ويغيرون على امتعتنا اكفروا به قال: لا قال اي الرجل السائل: ارايت هولاء الذين يتاولون علينا اي من الخوارج والبغاة و يسفكون دماء نا اي يرقبونها والمعنى يميلون قتلنا بتاويلات فاسدة و آراء كاسدة أكفروا به قال: لا اي لانهم اخطاؤا في اجتهادهم و وقعوا في خلاف مرادهم فتوهموا انا نستحق القتل لما صدر عنا من التقصير في الدين على زعمهم والحاصل انهم وغيرهم لم يكفروا حتى يجعلوا مع الله شيئا اي شريكا وفي معناه كل ما يوجب كفرا قال طاوس وانا انظر الى اصبع ابن عمر وهو يحركها اشارة الى التوحيد ومقام التفريد' ويقول سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم اي هذا شريعته وطريقته وهذا الحديث وان كان بظاهره موقوفا لكن رواه جماعة آخرون فرفعوه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم " [1]

(اور اس کے ساتھ یعنی ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند کے ساتھ عبدالکریم بن ابی المخارق سے مروی ہے انھوں نے طاؤس سے روایت کیا ہے انھوں نے کہا ہے ایک آدمی عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور سوال کرتے ہوئے کہا ۔ اے ابو عبدالرحمٰن !آپ کا کیا خیال ہے جو ہمارے تالے توڑتے ہیں ہمارے دروازے کھولتے ہیں اور ہمارا سامان لوٹ لیتے ہیں کیا وہ اس کے ساتھ کافر ہو جاتے ہیں ؟انھوں نے جواب دیا نہیں ، پھر اس سائل نے یہ دریافت کیا آپ کا ان لوگوں کے بارے میں کیا خیال ہے جو ہمارے خلاف تاویلیں کرتے ہیں یعنی خارجی لوگ اور باغی گروہ اور ہمارے خون بہاتے ہیں یعنی وہ خون بہانے کے منتظر رہتے ہیں معنی یہ ہے کہ وہ فاسد تاویلوں اور کاسد آرا کے ساتھ

ہمارے قتل کو جائز سمجھتے ہیں کیا وہ اس وجہ سے کافر ہو جائیں گے؟ انھوں نے کہا: نہیں کیونکہ انھوں نے اجتہادی غلطی کی ہے اور وہ اپنی مراد کے سلسلے میں اختلاف میں واقع سہو گئے ہیں چنانچہ وہ اس وہم کا شکار ہو گئے ہیں کہ ہم قتل کے مستحق ہو گئے ہیں کیونکہ ان کے گمان کے مطابق ہم سے دین کے معاملے میں کوتاہی سر زد ہوئی ہے مختصر یہ کہ انھوں نے اور دیگر لوگوں نے کفر نہیں کیا ہے حتی کہ وہ اللہ کے ساتھ شریک بنائیں یا اس جیسا کوئی کام کریں جو کفر کو واجب کرتا ہو۔ طاؤس رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی انگلی کی طرف دیکھ رہا تھا اور وہ توحید اور مقام تفرید کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس کو حرکت دے رہے تھے اور کہتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت، یعنی یہ ان کی شریعت اور طریقہ ہے۔ یہ حدیث اگرچہ موقوف ہے، لیکن اسے ایک اور جماعت نے روایت کیا ہے پس اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع بیان کیا ہے۔

---

[1]۔ الدرالمختار (3/63)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

مجموعہ فتاویٰ عبداللہ غازی پوری

کتاب النکاح، صفحہ: 453

محدث فتویٰ